Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 03,
April – June 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

عائلی زندگی کے حقوق وذمہ داریاں: سیرت النبی کی روشنی میں

Family life: Rights & Responsibilities: in the light of Seerah PBUH

Muhammad Umar Farooq
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Thought, History, and Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Ahmed Abdul Rehman
Lecturer, Department of Islamic Thought, History, and Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Muhammad Ibrahim
Lecturer, FAST University, Islamabad

Version of Record
Received: 10-April-24 **Accepted**: 16-May-24
Online/Print: 25- Jun -2024

ABSTRACT

Islam, more than any other religion in the world, has strongly urged its followers to take care of the rights of their wives and children. Rather, It is not unreasonable to say that in many places virtues have been mentioned on it. Islam gives great importance to family life, Thus, Islam, after defining the rights and duties of both individually and collectively, has given a concept of the Hereafter which creates a sense of responsibility in every person. And by setting the matter of reward and punishment, He urges every person to pay more than his obligations. Which creates a society in which each person brings satisfaction and comfort to the other. There is also propaganda today that the West has given women and children too many rights while Islam has tried to kept women locked up in their homes, and forcibly subjugating children to their parents and guardians to stop their freedom. While this is completely wrong. What is needed now is to bring the real concept and better understanding regarding Islam's given rights to women and children to the whole world. It is also responsibility of every Muslim. So, due to this responsibility and reality I will try to describe the topic in detail in this article.

Keywords: *Family life, duties, responsibility, society, obligations*

قرآن مجید میں کئی جگہ اللہ رب العزت نے مختلف اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں کئی تو ایسی ہیں کہ ان کا پورا پورا درست اور ہر لحاظ سے محیط ترجمہ کیا جانا بھی قریباً ناممکن ہے ایسا ہی ایک لفظ "بر" بھی ہے جس کا تذکرہ رب ذوالجلال نے بہت سے مقامات پر کیا ہے اور عموماً ہم اس کا ترجمہ نیکی سے کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت ہی جامع لفظ ہے۔ مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس کے معنی ادائیگی حقوق کے کئے ہیں یعنی ہر انسان کو ان تمام حقوق کو ادا کرنا چاہیے جو اس پر اس کے ضمیر کی طرف سے، فطرت اور قدرت کی طرف سے عائد ہوں۔ قدرت کی طرف سے کا مطلب یہ ہے کہ پیدا کرنے والے خالق کے حقوق بھی مکمل ادا کرنے والا ہو، فطرت کا مطلب یہ کہ اپنے معاشرے کے اور دیگر ساتھ رہنے والوں کے بھی حقوق ادا کرنے والا ہو، گویا اس دنیا میں ہر انسان دوسرے کے ساتھ حقوق و فرائض میں بندھا ہوا ہے اور خالق کائنات نے اسے شتر بے مہار کی طرح فساد پھیلانے واسطے آزاد نہیں چھوڑا، بلکہ آخرت کا معاملہ رکھ کر اسے اپنے اور ساری مخلوق کے سامنے جوابدہ قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس جو لوگوں پر امام ہو، اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا، مرد سے اس کے گھر کے بارے میں اور بیوی سے اس کے شوہر کے گھر اور بچے کے بارے میں اور غلام سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اس سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا"[1]۔

چنانچہ بندہ جب اس دنیا میں آتا ہے تو والدین کے حقوق اور پھر بڑا ہوتا ہے تو شادی وغیرہ کے بعد بیوی بچوں کے حقوق وغیرہ مقرر فرمادیئے۔ آج کا مغربی معاشرہ جہاں دیگر کئی طریقوں سے مسلم معاشرے پر حملہ آور ہے اسی طرح وہ فکری یلغار بھی کر رہا ہے اور ہمارے معاشرے میں غلط پروپیگنڈوں کو پھیلا کر حق کے چمکتے سورج کو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے جب کہ اللہ نے ہمیں بتلا دیا کہ: "اور اعلان کردے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا، یقیناً باطل تھا بھی نابود ہونے والا[2]"۔

بیہقی کی روایت ہے گو کہ ضعیف ہے، فرمایا "یارسول اللہ! کیا بچے کا بھی ہم پر ایسا ہی حق ہے جیسا کہ ہمارا ان پر ہے؟ آپ نے فرمایا والد پر بچے کا یہ حق ہے کہ وہ بچے کو لکھنا پڑھنا اور تیر چلانا سکھائے اور بچے کے لیے صرف اور صرف پاکیزہ اور عمدہ کھانا فراہم کرے"[3]۔

تو گویا کہ اگر اولاد کے حقوق ادا کیے اور ان کی اچھی تربیت اور پرورش کی تو دنیاوی راحت وسکون کے ساتھ اخروی اجر کے بھی مستحق قرار پائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجا لاتے ہیں"[4]۔

چنانچہ اگر والدین اپنی اولاد کے حقوق ادا کریں اور ان کی اچھی تربیت کریں تو توشہ آخرت بنیں گے جبکہ بتلا دیا کہ:

"اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے اور ان کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے"[5]۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل و کرم اور لطف و رحم اپنے احسان اور انعام کا بیان فرماتا ہے کہ جن مومنوں کی اولاد بھی ایمان میں اپنے باپ دادا کی راہ میں لگ جائے لیکن اعمال صالحہ میں اپنے بڑوں سے کم ہو پروردگار ان کے نیک اعمال کا بدلہ بڑھا چڑھا کر انہیں ان کے بڑوں کے درجے میں پہنچا دے گا تاکہ بڑوں کی آنکھیں چھوٹوں کو اپنے پاس دیکھ کر ٹھنڈی رہیں اور چھوٹے بھی اپنے بڑوں کے پاس ہشاش بشاش رہیں ان کے عملوں کی بڑھوتری ان کے بزرگوں کے اعمال کی کمی سے نہ کی جائے گی بلکہ محسن و مہربان اللہ انہیں اپنے معمور خزانوں میں سے عطا فرمائے گا حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر یہی فرماتے ہیں۔ ایک مرفوع حدیث بھی اس مضمون کی مروی ہے ایک اور روایت میں ہے کہ جب جنتی شخص جنت میں جائے گا اور اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کو نہ پائے گا تو دریافت کرے گا کہ وہ کہاں ہیں جواب ملے گا کہ وہ تمہارے مرتبہ تک نہیں پہنچے یہ کہے گا باری تعالیٰ میں نے تو اپنے لئے اور انکے لئے نیک اعمال کئے تھے چنانچہ حکم دیا جائے گا اور انہیں بھی ان کے درجے میں پہنچا دیا جائے گا۔ یہ بھی مروی ہے کہ جنتیوں کے بچوں نے ایمان قبول کیا اور نیک کام کئے وہ تو ان کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے لیکن ان کے جو چھوٹے بچے چھٹ پن ہی میں انتقال کر گئے تھے وہ بھی ان کے پاس پہنچا دیئے جائیں گے۔ مسند احمد میں حدیث ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کا درجہ جنت میں دفعتاً بڑھاتا ہے وہ دریافت کرتا ہے کہ اللہ میرا یہ درجہ کیسے بڑھ گیا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کیا اس بنا پر میں نے تیرا درجہ بڑھا دیا"[6]۔

اور حدیث مبارکہ میں فرمایا:

> " حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن آدم کے مرتے ہی اس کے اعمال موقوف ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل کہ وہ مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچاتے رہتے ہیں۔ صدقہ جاریہ علم دین جس سے نفع پہنچتا ہے نیک اولاد جو مرنے والے کے لئے دعائے خیر کرتی رہے "[7]۔

اسلام نے بیوی بچوں اور خاندان کے تمام افراد کو جس قدر حقوق دیئے ہیں، دنیا کا کوئی دوسرا مذہب یا کلچر اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے، چنانچہ بعض مفسرین نے ان حقوق کو سینکڑوں میں شمار کیا ہے۔ لہذا اگلے چند صفحات میں جہاں میں اسلام کے بیوی بچوں اور والدین کو دیئے حقوق کا تذکرہ کروں گا، وہیں پر مغربی فکر اور مفکرین اور ان کے گھر کے لوگوں کے اقرار و اقوال کو بھی سامنے لانے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ

چنانچہ اولاً میں بچوں کے حقوق کا تذکرہ کروں گا، بچے چونکہ مستقبل کے معمار ہوتے ہیں انہیں اگر اچھی تعلیم و تربیت دی جائے تو بہت جلد ایک مستحکم اور مضبوط معاشرہ کی صورت میں بہترین قوم بن کر دکھاتے ہیں۔ بچوں کی اچھی پرورش اور نشوونما عمدہ پرداخت ایک صالح مستقبل اور مثالی ماحول کا سبب بنتی ہے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل کا تناور درخت بن سکتا ہے۔

بچپن میں اچھی تربیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس وقت کی تربیت نقش علی الحجر کی طرح ہوتی ہے اور بچپن میں اگر وہ ایسی تربیت پالے ہے تو بڑا ہو کر بھی وہ ان اخلاق و عادات پر عمل پیرا رہتا ہے اور اگر خدانخواستہ ان کی اچھی پرورش نہ کی گئی تو بڑے ہو کر جن برے اخلاق و اعمال کا مرتکب ہو گا، ابتداءً ہی صحیح رہنمائی نہ کرنے والے والدین اور اساتذہ بھی قصوروار ہوں گے۔

اسلام نے بچوں کو کئی حقوق تو ایسے دیے ہیں جن کا تعلق بچے کی پیدائش سے پہلے سے ہے اور کئی کا بچے کی پیدائش کے بعد سے، چنانچہ جہاں ان کو نعمت سمجھتے ہوئے ان سے حسن سلوک کرنا ضروری ہے وہیں پر بری پرورش و پرداخت سے سارے معاشرے کے لیے نقصان دہ اور مضر بننے سے بچانا بھی ضروری ہے۔ بچوں کو آپ علیہ السلام کی خاص توجہ حاصل رہی چنانچہ اب میں حضور کے بیان کردہ حقوق کو ذکر کروں گا۔

قرآن مجید میں باری تعالی بچوں کو نعمت عظمی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> " اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں۔ کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایمان لائیں گے ؟ اور اللہ تعالٰی کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے "[8]۔

ایک جگہ بچوں کو رونق دنیا بتلاتے ہوئے فرماتے:

"مال و اولاد تو دنیا کی زینت ہے اور (ہاں) البتہ باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے بہت بہتر ہیں"[9]۔

بچوں کے حقوق

بچوں کے حقوق درج ذیل ہیں:۔

زندگی کا حق

اسلام نے اولاً بچے کو زندگی کا حق دیا کہ اسلام کی نظر میں عورت اور مرد کا باہمی تعلق محض تفریح کے لیئے نہیں بلکہ یہ نسل انسانی کی بقا اور پھلنے پھولنے کا ذریعے بھی ہے۔لہذا اس تعلق سے وجود پانے والے بچے کو اسلام نے یہ حق دیا ہے کہ وہ زندہ رہے اور اپنی زندگی جیئے صرف یہی نہیں بلکہ والدین کو اس کی زندگی خوشی سے قبول کرنے اور اس کی بقا کے لئے اقدامات کرنے کو بھی ضروری قرار دیا۔یہی وجہ ہے کہ دور جاہلیت میں لڑکی کے پیدائش پر اس کو زندہ درگور کرنے کی قباحت کو شدت سے بیان کیا اور اس سے منع فرمایا۔ارشاد ہے:

"ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے"[10]۔"جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا"[11]۔

حق شناخت

اسلام کا دوسرا بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے بچوں کو ایک شناخت اور پہچان عطا کی اور خاندان جیسی عظیم نعمت سے نوازا۔ پیارے نبی علیہ السلام نے "الولد للفراش[12]" جیسے کئی ارشادات سے جہاں نسب کا تحفظ یقینی بنایا، وہیں پر بلا وجہ طعن و تشنیع اور بدگمانی کرنے والوں کا راستہ بھی روکا، چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ان کا رنگ بالکل سیاہ تھا جبکہ ان کے والد بالکل روئی کی طرح سفید تھے لہذا لوگ چہ مگوئیاں کیا کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا، اور پھر نسب کی اس وقت کے مشہور قیافہ شناس نے خود ہی تصدیق بھی کی (کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی اور آپ کے والد چادر اوڑھے لیٹے تھے اور پاؤں کھلے تھے، قیافہ شناس گزرا اس نے کہا کہ یہ ایک دوسرے سے ہیں[13]۔)

اسی طرح ایک شخص نے بیٹے کا دوسرا رنگ ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی پر شبہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی تو آپ علیہ السلام نے اس سے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ جیسے اونٹ اگر سرخ ہو تو اس کی اولاد میں سے کوئی

دوسرے رنگ کا بھی ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس کے آباءواجداد وغیرہ میں سے کوئی ایسا گزرا ہوتا ہے۔لہٰذا فقط والدین سے رنگ متغیر ہونے کی بناپر اس کو ولد غیر قرار دینا درست نہیں[14]۔

خوبصورت نام

تجربہ سے ثابت ہے کہ نام کا شخصیت پر گہرا اثر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے بچے کا اچھانام رکھنا والدین پر اہم حق قرار دیا۔ارشاد نبوی ہے:"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا باپ پر بچے کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اس کا اچھانام رکھے اور آداب سے آراستہ کرے"[15]۔اور اگر ناواقفیت یا کسی اور وجہ سے ابتداءً اچھانام نہ رکھا جاسکا تو پتہ چلنے پر اس کو بدل دیناچاہیے۔ارشاد ہے:"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے"[16]۔اسی طرح ایک دوسری روایت میں ایسا واقعہ "حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ نام تبدیل کرکے فرمایا کہ تم تو جمیلہ ہو"[17]۔

پرورش کا حق

بچے کو جہاں اسلام نے دیگر کئی حقوق دلوائے، وہیں پر بہترین اخلاق اچھی پرورش کے حصول کا حق بھی دیا، چنانچہ والدین کو اس سلسلہ میں براہ راست ذمہ دار ٹھہرایا اور کوتاہی کی صورت میں اللہ کے ہاں جوابدہ بتلایا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس جو لوگوں پر امام ہو، اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا، مرد سے اس کے گھر کے بارے میں اور بیوی سے اس کے شوہر کے گھر اور بچے کے بارے میں اور غلام سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، اس سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا"[18]۔

نیز جہاں روحانی و اخلاقی پرورش کو ضروری قرار دیا وہیں پر جسمانی پرورش اور نشوونما کو بھی والدین کی ذمہ داری قرار دیا گیا، ارشاد باری تعالی ہے:

> "ماں کو اس بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے"[19]۔

نیز دودھ پلانے کی مدت دو سال مقرر کی اور اس کو بچے کا حق قرار دیا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

> "مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو"[20]۔

بچوں کی اچھی پرورش کرنا بھی والدین کی اہم ترین فرائض میں شامل ہے لہذا حکم باری ہوا کہ:

"کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالٰی نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حسب حیثیت) دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے، اللہ تنگی کے بعد آسانی و فراغت بھی کر دے گا"[21]۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے اور اچھی طرح سے رکھے، تو وہ اسے جنت میں لے جائیں گی"[22]۔

اور اسی مضمون کی روایات متعدد واقعات کے ضمن میں کتب میں بھی مذکور ہیں۔

حصول علم کا حق

بحمد للہ اسلام ہی کو دنیا میں ایسے اول مذہب ہونے کا حق حاصل ہے کہ جس میں بلا کسی تفریق کے علم کو اپنے ہر ماننے والے پر انتہائی درجے میں لازم قرار دیا گیا ہے اور اس میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، کالے گورے اور شہری دیہاتی کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ ارشاد نبوی ہے: "علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے"[23]۔ چنانچہ اسلام نے نہ تو کسی کو کسی پردے میں رکھا اور نہ ہی ایسا کرنا پسند کیا بلکہ یہ تعلیم دی کہ سیکھ کر سمجھ کر مانو اور پھر ظاہر ہے کہ "**العلم بلا عمل کالنہر بلا ماء**" علم بغیر عمل کے ایسی نہر کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو۔

علم کے ساتھ اچھی تربیت ہوگی تو عمل کرے گا لہذا اچھی پرورش اور اچھی بنیادوں پر تربیت بھی لازم قرار دی۔ تربیت کے بغیر تو علم فقط خام مال کی طرح ہے۔ آج کل تعلیم کے نام پر بڑا شور مچایا جا رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کے نام پر لاعلمی پھیلائی جا رہی ہے، اور مدارس عصریہ تو کجا، مدارس دینیہ میں بھی عام طور پر اب تربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آدمی علم سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ تربیت کی بھٹی سے اس کو نہ گزار لے۔

ارشاد نبوی ہے:

"کوئی والد اپنی اولاد کو اچھے آداب سے بہتر کوئی ہدیہ نہیں دے سکتا"[24]۔

نسب کا حق

اسلام نے بچے کے لئے یہ حق محفوظ کیا کہ وہ اپنی اصلی شناخت قائم رکھے چنانچہ اس سلسلہ میں متعدد احکامات وقتاً فوقتاً صادر فرمائے، من جملہ یہ کہ: "بچہ صاحب بستر کا ہی تصور کیا جائے گا"[25]۔

نیز تمام مسلمانوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بچوں کو لوگوں کو ان کے والد کے نام سے ہی پکاریں، ارشاد باری ہے:

> "منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت کے ساتھ پکارو، یہی اللہ کے نزدیک قرین عدل ہے اور اگر تم کو ان کے باپوں کا پتا نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور تمہارے شریک قبیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس باب میں تم سے جو غلطی ہوئی، اس پر تم سے کوئی مواخذہ نہیں، البتہ تمہارے دلوں نے جس بات کا عزم کر لیا (اس پر مواخذہ ہے) اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے"[26]۔

جہاں دوسروں کو حکم دیا وہیں پر خود ان کو بھی فرمادیا کہ اپنے والد کے علاوہ کسی دوسرے سے خود کو منسوب نہ کرو۔ ارشاد نبوی ہے: "جس نے خود کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا دراں حالیکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے، تو جنت اس پر حرام ہو گئی"[27]۔ مزید فرمایا کہ: "اپنے آباو اجداد سے بے رغبتی مت کرو! جس نے اپنے باپ سے بے رغبتی کی تو وہ کافر ہو جائے گا"[28]۔

تربیت کا حق

"اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے، اور جب وہ دس سال کی ہو جائے تو (نماز نہ پڑھنے پر) اُسے مارو، اورز (دس سال کی عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو"[29]۔ اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ"[30]۔

برابری کا حق

اسلام نے بچوں کو باہم برابری کا حق دیا اور لڑکوں کو لڑکیوں پر یا ایک بچے کو دوسرے بچے پر ترجیح دینے کے رواج پر سخت تنقید کی اور ممانعت بیان کی۔ چنانچہ ایک صحابی نے اپنے دیگر بچوں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی کو کوئی چیز ہبہ کی اور اس پر حضور علیہ السلام کو گواہ بنانا چاہا تو آپ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ کیا تم نے سب کو یہ چیز ہدیہ کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، تو پیارے نبی علیہ السلام نے فرمایا: "مجھے ظلم پر گواہ مت بنانا"[31]۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتی ہیں" ایک عورت میرے پاس آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا، میرے پاس کھجور کے سوا کچھ نہ تھا، تو میں نے وہی کھجور اس کو دے دی اس نے کھجور دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور اٹھ کر چلی گئی"[32]۔۔۔الخ

اس مقالے میں ذکر کردہ فرمودات نبویہ وغیرہ کو پڑھنے کے بعد ہمیں یہ عہد اور عزم کرنا ہوگا کہ اب سے نہ صرف ہم بچوں کو پورے حقوق دیں گے بلکہ ان کی بہترین نشوونما کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں گے، اور بچے کی خودداری اور اعتماد کو ٹھیس پہنچانے والی تمام سرگرمیوں سے بچائیں گے۔

جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنر مند　　　اس قوم سے تاریخ کے معمار نہ مانگو

بیوی کے حقوق

اسلام نے عورت کو بیوی کی صورت میں بھی بہت عزت سے نوازا اور بہت سے حقوق عطا کئے ہیں، چند کو میں یہاں ذکر کرنا پسند کروں گا۔

حق ملکیت

اسلام نے عورت کو یہ حق دیا کہ وہ اپنی ملکیت میں اشیاء رکھے، صرف یہی نہیں بلکہ ان کے شوہروں کو بھی حکم دیا یہ کہ اگر وہ مہر کی شکل میں کچھ مال دے چکے ہوں، تو گو کہ وہ ڈھیر کے برابر بھی ہو تب بھی اسے ایک تنکا بھی واپس نہ لو، کہ اب وہ ان کا حق اور ان کی ملکیت ہو چکا۔ ارشاد باری ہے:

> "اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ کسی دوسری سے شادی کرنا ہی چاہو اور ان میں کسی کو تم نے خزانے کا ڈھیر بھی دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لوگے؟ (تم اسے کیسے لے لوگے؟)"۔[33]

عصمت وعفت کا حق

اسلام نے معاشرے میں عورت کی عزت واحترام کو یقینی بنانے کے لیے بہت سے اقدامات بھی کیے اور بہت سے حقوق بھی د لائے، من جملہ ان کے ایک حق، حق عصمت بھی ہے اسلام نے نہ صرف عورتوں کو یہ حق دیا بلکہ مردوں کو بھی پابند کیا کہ وہ ان کے حق عصمت کی حفاظت کریں۔ چنانچہ جہاں عورت کو پردہ کا حکم دیا وہیں پر دیگر مسلمانوں کو بھی ان خواتین کی جانب نگاہیں اٹھانے سے منع فرمادیا۔

ارشاد باری ہے:

"مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے"[34]۔

نیز بلا اجازت گھروں میں داخل ہونے سے عام مسلمانوں کو بھی منع فرمادیا۔ ارشاد باری ہے:

"ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (آپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری (خلوت) اور پردہ کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر، تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو (ہی)، اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام سے بیان فرمارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے"۔[35]

رازداری کا حق

اسلام نے عورت کو حق کے رازداری دے کر ان کو معاشرے میں جو عزت واحترام کا مقام دلایا اور اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ارشاد باری ہے:

"اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لئے ایسے وقت میں اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو تم پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی یہی ہے اور نہ تمہیں جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔[36]

صرف یہی نہیں بلکہ شوہر اور اس کی بیوی کے مابین ہونے والی گفتگو کو حرف راز قرار دیا، اور آپ علیہ السلام نے اپنے عمل سے اپنی ایک بیوی سے ہونے والی گفتگو کو اسی تک محدود رکھا اور دوسری بیوی کو نہ بتلایا۔ باری تعالی قرآن عظیم میں اس کا تذکرہ فرمایا، ارشاد ہے: "اور یاد کرو کہ جب نبی نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی پس جب اس نے اس بات کی خبر کر

دی اور اللہ نے اپنے نبی پر آگاہ کر دیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو بتادی اور تھوڑی سی ٹال گئے پھر جب نبی نے اپنی اس بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی اس کی خبر آپ کو کس نے دی کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلایا ہے"۔[37]

حسن سلوک کا حق

اسلام نے عورتوں کے ساتھ دیگر مسلمانوں سے اور افرادی معاشرت سے بڑھ کر معاملہ نرم رکھنے کی تلقین فرمائی اور حسن سلوک کی تاکید فرمائی ارشاد ہے:

"عورتوں کے بارے میں میری نصیحت سن لو کہ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہوتی ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے بارے میری بھلائی کی وصیت سن لو[38]۔

اور پھر اگر وہی عورت ماں کے روپ میں ہو تو پھر تو اور زیادہ حسن سلوک کا حکم دیا[39]، چنانچہ جنت کو ماں کے قدموں میں بتایا اور معاشرے کی سب سے محترم ہستی ماں کو قرار دیا"۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ دین اسلام نے ایسے وقت میں عورتوں کو ان کے حقوق دلائے جبکہ انسانیت دم توڑ رہی تھی اور عورت کے ساتھ جانور سے بھی بدتر سلوک کیا جارہا تھا، ظلم و جور کی اس پر انتہا کر دی جاتی تھی، نہ والدہ کو احترام حاصل تھا کہ باپ کے مرنے کے بعد اولاد اس کو میراث کا حصہ بنا کر باہم تقسیم کر ڈالتے اور کہیں پانچ سات سالہ معصوم بچی کو محض اپنی انا کی خاطر زندہ در گور کر دیا جاتا۔

الغرض ایسے نامساعد حالات میں اسلام نے عدل و مساوات کا نعرہ بلند کیا اور عورت کو وہ تمام جائز حقوق دلوائے جن کا قبل از اسلام تصور بھی ناممکن تھا۔ چنانچہ کہیں اس کو گھر کی ملکہ کا روپ دیا تو کہیں حق ملکیت دے کر مرد کی طرح آزاد زندگی جینے کا حق دیا۔ کہیں شوہر سے ناچاقی و عدم نسبت کی صورت میں حق خلع دیا تو کہیں میراث میں اس کا حصہ مقرر کر کے ایک الگ شناخت سے نوازا۔

جبکہ آج کا مغربی معاشرہ فقط پراپگنڈہ کرنے کے سوا کر کچھ نہیں جانتا۔ اس نے تو صرف اپنی جنسی ہوس کی آگ بجھانے کے لئے اور عورت تک اپنا راستہ ہموار کرنے کے لئے کبھی تو اس کو تجارت چمکانے کے لئے سیلز گرلز کا روپ دے کر بہلانے کی کوشش کی تو کبھی اجنبی مردوں کی پرائیویٹ سیکرٹری کی صورت میں ورغلایا۔

کسی نے خوب کہا تھا کہ اسلام کا مقصد بلندی عطا کرنا ہے اس لئے اس کی نظر انسانی دماغ پر اور احکام کا تعلق بھی اسی سے ہوتا ہے جبکہ مغرب کا سارا زور جنسی ہوس کی آگ بجھانے اور عورت تک راہ پانے پر ہے سو اس لئے اس کی تمام ترکاوشوں کا مدار جسم انسانی کے سب سے کم تر اور نچلے حصے، شہوات سے متعلق ہوتا ہے۔

چنانچہ میں یہاں پر چند مغربی مفکرین کے اپنی زبانی اقرار کو یہاں بیان کرنا چاہوں گا، جس سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا ان مغرب پرست معاشروں پر جو احساس کمتری میں مبتلا اور خیالوں کی دنیا میں گم ہیں، کہ اسلام سے بڑھ کر کوئی عورت کو حقوق نہ دے سکا ہے، اور آج بھی دین اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ تمام مذاہب عالم سے بڑھ کر عورت کی ذات کو تحفظ فراہم کر رہا ہے، اور ایک صالح معاشرہ تشکیل دے کر عورت کو اس کے اندر مکمل آزادی بھی دیتا ہے۔ جبکہ مغربی معاشرہ فقط جنسی خواہشات کی تسکین چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج بھی مغربی ممالک میں عورت ذات کے ساتھ جنسی ہراسگی کے جبری واقعات حیرانگی سے کہیں بڑھ کر ہیں، اور آج وہاں کی عورت کو کوئی تحفظ حاصل نہیں۔

مغربی مفکرین کا اقرار

حقیقت یہ ہے کہ عورت کو اسلام نے ہی حقوق دیئے، نہ ہی اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں عورت کو اتنے حقوق حاصل تھے اور نہ ہی ظہور اسلام کے بعد کوئی اس قدر حقوق عورت ذات کو دلوا سکا۔

"ای بلائیڈن" رقمطراز ہیں "سچا اور اصلی اسلام جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اس نے طبقہ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقہ کو پوری انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے"[40]۔

"ای ڈرمنگھم" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سراہتے ہوئے اور اسلام کے عورتوں کی زندگی کے تبدیل کر دینے کے تعلق سے لکھتا ہے:

> "اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل دی، ان سے پہلے طبقہ نسواں کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہو سکا تھا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے انہیں حاصل ہوا، جسم فروشی، عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دیدی گئیں لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے قبل محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا وہ بھی حقوق ومراعات سے نوازی گئیں"[41]۔

اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دیئے اور انہیں طلاق کا حق دیا۔

"آئرینا میڈمکس" (Women in Islam 1930) میں اسلام اور ماقبلِ اسلام عورت کی زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا ہے، نماز، روزہ، خوشبو اور عورت، عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قابل احترام تھی، اس معاشرہ میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کیا کرتے تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو جینے کا حق دیا"[42]۔

مفکر نیت بسنت کا مشہور قول ہے موصوفہ اسی پوشیدہ ازدواج پر روشنی ڈالتی ہوئی یورپ کی اخلاق باختہ حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں: "مغرب میں جھوٹی اور نمائش یک زوجگی ہے بلکہ فی الحقیقت تعداز دواج ہے مگر کسی ذمہ داری کے بغیر۔ جب آشنا عورت سے مرد کا دل بھر جاتا ہے تو اسے وہ نکال باہر کرتا ہے اور اس کے بعد وہ کسبی عورت بن جاتی ہے، کیونکہ اس کا ابتدائی محب" اس کے مستقبل کی ذمہ داری نہیں لیتا اور وہ تعدد ازدواج والے گھر میں محفوظ بیوی اور ماں بننے کے مقابلہ میں سو گنا بدتر ہوتی ہے"۔

جب ہم ہزاروں مصیبت زدہ عورتوں کو دیکھتے ہیں جو یورپ کے شہروں میں رات کے وقت سڑکوں پر ہجوم لگائے ہوئے چلتی ہیں تو ہمیں یقیناً یہ محسوس کرنا پڑتا ہے کہ مغرب کو تعدد ازدواج کے سلسلے میں اسلام پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اسلامی تعدد ازدواج کے محاسن وفوائد اور مغربی تعدد ازدواج کی قباحت ونقصان پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید رقم کرتی ہیں۔

"عورت کے لئے یہ کہیں زیادہ بہتر، کہیں زیادہ مسرت انگیز اور کہیں زیادہ عزت بخش ہے کہ وہ (اسلامی) تعدد ازدواج کے سسٹم کے تحت زندگی گزارے، وہ ایک مرد سے متعلق ہو، حلال بچہ اس کی آغوش میں ہو اور وہ عزت کے ساتھ جی رہی ہو، اس کے مقابلے میں (یورپین تعدد ازدواج) کہ اس کی عصمت دری کی جائے، وہ سڑکوں پر نکال باہر کردی جائے، بسا اوقات ایک ناجائز بچہ کے ساتھ جو غیر قانونی ہو، اس کی کوئی جائے پناہ نہ ہو، کوئی اس کی فکر کرنے والا نہ ہو، اس کی راتوں پر راتیں اس طرح گزریں کہ وہ کسی بھی راہ گیر کا صید زبوں بننے کو تیار ہو، مادریت کے شرف سے محروم سب کی دھتکاری ہوئی ہو"[43]۔

زمانہ قدیم اور دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور یہودیت میں بھی یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور جائداد کی مالک ہوسکتی ہے، بلکہ اس کی اجازت ہی نہیں دی جاتی تھی کہ عورت بھی مردوں کی طرح معاشی اعتبار سے خوش حال ہوسکے، عورتوں کی حیثیت تو ان ثقافتوں اور معاشروں میں باندی کی سی تھی جو مرد کے رحم وکرم پر ساری زندگی بسر کرتی تھی۔ اسلام ہی نے عورت کو آزادی عطا کی، خود مختاری وخود اعتمادی کے ساتھ جینے کا حق دیا۔

عورت چونکہ گھر کی زینت ہے اس لئے اس زینت کو نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے کچھ حدود قائم کئے ہیں، لیکن ایسا نہیں ہے کہ ان پابندیوں سے عورت کو کوئی نقصان پہنچا ہو، اسے کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہو بلکہ یہ تو عین حیا اور غیرت و وقار کا تقاضہ ہے، انہیں خیال کا اظہار ہملٹن ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> " اسلام کے احکام عورتوں کے بارے میں نہایت واضح ہیں، اس نے عورتوں کو ہر اس چیز سے بچانے کی کوشش کی ہے جو عورتوں کو تکلیف پہنچائے اور ان پر دھبہ لگائے۔ اسلام میں پردہ کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ وہ عین حیا اور غیرت و وقار کا تقاضہ ہے "[44]۔

سر جان بیگٹ لکھتے ہیں:

> " واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی للہ علیہ و سلم نے عورتوں پر جو پابندیاں عائد فرمائی ہیں ان کی نوعیت سخت نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لئے آسانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ "[45]

غیروں کے اعتراف حقیقت کے بعد بلا اختیار قلب و ذہن میں "**ان الدین عندالله الاسلام**" دھڑکن بن کر دھڑکنے لگتا ہے اور مشاہدہ کی آنکھوں سے "**ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم**" کی تفسیر دیکھنے کو ملتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اعترافِ حق کے ساتھ ساتھ قبول حق کے بھی حصہ دار بن جاتے۔ **والله ولی التوفیق**۔۔۔

خلاصہ بحث

عائلی زندگی کے حقوق و ذمہ داریاں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایک ایسا موضوع ہے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں توازن، عدل اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ اسلام نے نہ صرف عورتوں اور بچوں کے حقوق کو واضح کیا بلکہ ان کی ادائیگی کو آخرت میں کامیابی کا ذریعہ قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور آپ کی عملی زندگی اس بات کی روشن مثال ہیں کہ معاشرتی فلاح اور عائلی نظام کی مضبوطی حقوق و فرائض کی ادائیگی میں مضمر ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اس حقیقت کو اجاگر کرنا ہے کہ اسلامی تعلیمات مغربی پروپیگنڈے کے برعکس عورتوں اور بچوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی عزت و وقار کو یقینی بناتی ہیں۔ اگر مسلمان ان تعلیمات پر عمل کریں تو دنیا امن، سکون اور فلاح کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1 البخاري ،محمد بن إسماعيل ،**صحيح البخاري** ، (بيروت ،دار طوق النجاة)باب قول الله تعالى و أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم، حديث 7138،جلد9،صفحه 62۔

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl: Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Beirut, Dār Ṭawq al-Najāt), Bāb Qawl Allāh Taʿālā: Wa Aṭīʿū Allāh wa Aṭīʿū al-Rasūl wa Ulī al-Amr Minkum, Ḥadīth 7138, Jild 9, Ṣafḥah 62.

2 الاسراء،81:17۔

Al-Isrāʾ: 17:81.

3 البيهقي ،أحمد بن الحسين ، **السنن الكبرى**، (بيروت ،لبنان ،دار الكتب العلميه ، الطبعه الثالثه، 1424 ھ- 2003 م)باب التحريض على الرمي، حديث 19742 ،جلد10،صفحه 26۔

Al-Bayhaqī, Aḥmad bin al-Ḥusayn, Al-Sunan al-Kubrā, (Bayrūt, Lubnān, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, al-Ṭabʿah al-Thālithah, 1424 H - 2003 CE) Bāb al-Taḥrīḍ ʿalā al-Ramī, Ḥadīth 19742, Jild 10, Ṣafḥah 26.

4 التحريم66:6

Al-Taḥrīm, 66:6.

5 الطور، 21:52

Al-Ṭūr, 52:21.

6 أحمد بن محمد بن حنبل ،**مسند احمد** (قاہرة، مؤسسه قرطبه) حديث 10610،جلد16،صفحه 357۔

Aḥmad bin Muḥammad bin Ḥanbal, Musnad Aḥmad (Qāhirah, Muʾassasah Qurtubah) Ḥadīth 10610, Jild 16, Ṣafḥah 357.

7 النيسابوري، مسلم بن الحجاج ،**صحيح مسلم**(بيروت ،دار إحياء التراث العربي) باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته، حديث 1631،جلد3،صفحه1255 ۔

Al-Naysābūrī, Muslim bin al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Bayrūt, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī) Bāb Mā Yulḥaq al-Insān min al-Thawāb Baʿda Wafātihi, Ḥadīth 1631, Jild 3, Ṣafḥah 1255.

8 النحل 72:16

Al-Naḥl, 16:72.

9 الكہف 46:18

Al-Kahf, 18:46.

10 النحل58:16

Al-Naḥl, 16:58.

11 التكوير 81:8

Al-Takwīr, 81:8.

12 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب للعاهر الحجر ، حديث 6818، جلد8،صفحه165 ۔

Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Lil-ʿĀhir al-Ḥajar, Ḥadīth 6818, Jild 8, Ṣafḥah 165.

13 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب القائف ، حديث 6771، جلد8،صفحه157 ۔

Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb al-Qā'if, Ḥadīth 6771, Jild 8, Ṣafḥah 157.

14 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب اذا عرض بنفي الولد، ، حديث 5305، جلد7،صفحه53۔

Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Idhā ʿAraḍa Binafy al-Walad, Ḥadīth 5305, Jild 7, Ṣafḥah 53.

15 أبو الحسن نور الدين الهيثمي ،**مجمع الزوائد ومنبع الفوائد**،(مكتبه القدسي ،قاہرة، سن شاعت: 1414 ھ، 1994 م)باب الاسماءوما جاء فی الاسماءالحسنه، حديث 12829،جلد8،صفحه 47۔

Abū al-Ḥasan Nūr al-Dīn al-Haythamī, Majmaʿ al-Zawā'id Wa Manbaʿ al-Fawā'id, (Maktabah al-Qudsi, Qāhirah, San Nashr: 1414 H, 1994 CE) Bāb al-Asmā' Wa Mā Jā'a fī al-Asmā' al-Ḥusnā, Ḥadīth 12829, Jild 8, Ṣafḥah 47.

16 محمد بن عيسى الترمذي ،**سنن الترمذي** ، (دار الغرب الإسلامي ،بيروت ، سن اشاعت: 1998 م)باب ما جاء فی تغيير الاسماء، حديث 2839،جلد4،صفحه 432 ۔

Muḥammad bin ʿĪsā al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī, (Dār al-Gharb al-Islāmī, Bayrūt, San Nashr: 1998 CE) Bāb Mā Jā'a fī Taghyīr al-Asmā', Ḥadīth 2839, Jild 4, Ṣafḥah 432.

17 الترمذي ،**سنن الترمذي** ،باب ما جاء فی تغيير الاسماء، حديث 2838،جلد4،صفحه 431 ۔

Al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī, Bāb Mā Jā'a fī Taghyīr al-Asmā', Ḥadīth 2838, Jild 4, Ṣafḥah 431.

18 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب قول الله تعالى و أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم ، حديث 7138، جلد9،صفحه62۔

Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Qawl Allāh Taʿālā Wa Aṭīʿū Allāh Wa Aṭīʿū al-Rasūl Wa Ulī al-Amr Minkum, Ḥadīth 7138, Jild 9, Ṣafḥah 62.

19 البقره 233:2

Al-Baqarah, 2:233.

20 البقره 233:2

Al-Baqarah, 2:233.

21 الطلاق7:65

Al-Ṭalāq, 65:7.

22 القزويني ،محمد بن يزيد ،**سنن ابن ماجه**، (بيروت ،دار إحياء الكتب العربيه) باب بر الوالد، والإحسان إلى البنات، حديث 3670،جلد2،صفحه 1210۔

Al-Qazwīnī, Muḥammad bin Yazīd, Sunan Ibn Mājah, (Bayrūt, Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah) Bāb Birr al-Wālidayn Wa al-Iḥsān ilā al-Banāt, Ḥadīth 3670, Jild 2, Ṣafḥah 1210.

23 القزويني ،،**سنن ابن ماجه**، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، حديث 224،جلد1،صفحه 81۔

Al-Qazwini: Sunan Ibn Mājah, Bāb Faḍl al-ʿUlamāʾ wa al-Ḥath ʿalā Ṭalab al-ʿIlm, Ḥadīth 224, Jild 1, Ṣafḥah 81.

24 الترمذي ،**سنن الترمذي** ، باب ماجاء فى ادب الولد، حديث 1952،جلد3،صفحه402 ۔

Al-Tirmidhī: Sunan al-Tirmidhī, Bāb Mā Jāʾa fī Adab al-Walad, Ḥadīth 1952, Jild 3, Ṣafḥah 402.

25 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب للعاهر الحجر ، حديث 6818، جلد8،صفحه165۔

Al-Bukhārī: Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Lil-ʿĀhir al-Ḥajar, Ḥadīth 6818, Jild 8, Ṣafḥah 165.

26 الاحزاب 5:33

Al-Aḥzāb: 5:33.

27 السِّجِسْتاني ، سليمان بن الأشعث ،**سنن أبي داود**،(بيروت ،المكتبه العصريه، صيدا) باب في الرجل ينتمي إلى غير مواليه، حديث 5113، جلد4،صفحه330۔

Al-Sijistānī, Sulaymān ibn al-Ashʿath: Sunan Abī Dāwūd, Bāb fī al-Rajul Yantamī ilā Ghayr Mawlāh, Ḥadīth 5113, Jild 4, Ṣafḥah 330.

28 النيسابوري ، **صحيح مسلم**،باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، حديث 62،جلد1،صفحه80۔

Al-Naysābūrī: Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb Bayān Ḥāl Īmān man Raghaba ʿan Abīhi wa huwa Yaʿlam, Ḥadīth 62, Jild 1, Ṣafḥah 80.

29 السِّجِسْتاني ،**سنن أبي داود**،باب متى يؤمر الغلام بالصلاة،حديث 495، جلد1،صفحه133۔

Al-Sijistānī: Sunan Abī Dāwūd, Bāb Matā Yuʾmar al-Ghulām bi al-Ṣalāh, Ḥadīth 495, Jild 1, Ṣafḥah 133.

30 القزويني ،،**سنن ابن ماجه**،باب بر الوالد، والإحسان إلى البنات ، حديث3671،جلد2،صفحه1208۔

Al-Qazwini: Sunan Ibn Mājah, Bāb Birr al-Wālidayn wa al-Iḥsān ilā al-Banāt, Ḥadīth 3671, Jild 2, Ṣafḥah 1208.

31 النيسابوري ،صحيح مسلم،باب كراهه تفضيل بعض الأولاد فى الهبه، حديث 1623،جلد3،صفحه1243۔

Al-Naysābūrī: Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb Karāhah Tafḍīl Baʿḍ al-Awlād fī al-Hibah, Ḥadīth 1623, Jild 3, Ṣafḥah 1243.

32 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته ، حديث 5995، جلد8،صفحه7۔

Al-Bukhārī: Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Raḥmat al-Walad wa Taqbīlahu wa Muʿānaqātuhu, Ḥadīth 5995, Jild 8, Ṣafḥah 7.

33 النساء 20:4

Al-Nisāʾ: 20:4.

34 النور 30:24

Al-Nūr: 30:24.

35 النور 58:24

Al-Nūr: 58:24.

36 الاحزاب53:33

Al-Aḥzāb: 53:33.

37 التحريم 3:66

Al-Taḥrīm: 3:66.

38 النيسابوري ،**صحيح مسلم**،باب الوصيه بالنساء ، حديث1468، جلد2،صفحه1091۔

Al-Naysābūrī: Ṣaḥīḥ Muslim, Bāb al-Waṣiyyah bi al-Nisā', Ḥadīth 1468, Jild 2, Ṣafḥah 1091.

39 البخاري ،**صحيح البخاري**، باب من أحق الناس بحسن الصحبة ، حديث 5971، جلد8،صفحه2۔

Al-Bukhārī: Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb Man Aḥaqqu al-Nās bi Ḥusn al-Ṣuḥbah, Ḥadīth 5971, Jild 8, Ṣafḥah 2.

40 یہ بات ذہن میں رہے کہ جب مصنف ایک معاشرے کی حالت کو لکھتا ہے تو وہ مستثنیات کو نہیں بلکہ مجموعی حالت کو لکھتا ہے۔ گو کہ چند عورتوں کو اس معاشرے میں بھی کسی قدر مقام حاصل تھا، جیسا کہ مسلمان مصنفین نے دونوں طبقات کی عورتوں کے بارے میں لکھا ہے خصوصاً مفتی عثمانی صاحب نے "The Miserable Condition of Women Before Islam" میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے مگر عموماً معاشرے کی حالت زار تھی۔

41 چغتائی ،حکیم طارق محمود ،**سنت نبوی اورجدید سائنس**،دار الکتاب، لاہور،2004 ،جلد 2 ،صفحہ 256۔

Chughtā'ī, Ḥakīm Ṭāriq Maḥmūd: Sunnat Nabawī aur Jadīd Science, Dār al-Kitāb, Lahore, 2004, Jild 2, Ṣafḥah 256.

42 چغتائی ، **سنت نبوی اورجدید سائنس**، جلد 2 ،صفحہ 261۔

Chughtā'ī: Sunnat Nabawī aur Jadīd Science, Jild 2, Ṣafḥah 261.

43 سیدحامد علی، **تعدد ازدواج** ، ناشر :مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی : انڈیا 1964، صفحہ 42۔

Sayyid Ḥāmid ʿAlī: Taʿaddud al-Azwāj, Nāshir: Markazī Maktabah Islāmī Publishers, New Delhi, India, 1964, Ṣafḥah 42.

44 بحوالہ : "اسلام میں عورتوں کے حقوق غیروں کی نظر میں" از مولانا تنویر خالد قاسمی ، سیتا مڑھی ، بہار۔ ماہنامہ دارالعلوم ، شمارہ 2 ، جلد: 94 صفر – ربیع الاول 1431 ھ مطابق فروری 2010ء۔

Bi Ḥawālah: Islam mein Auraton ke Ḥuqūq Ghayron kī Nazar mein by Mawlānā Tanwīr Khālid Qāsimī, Sītāmṛhī, Bihār, Māhnāmah Dār al-ʿUlūm, Shumārā 2, Jild 94, Ṣafar–Rabīʿ al-Awwal 1431 AH, Muṭābiq February 2010.

45 چغتائی ، **سنت نبوی اورجدید سائنس**، جلد 2 ،صفحہ 265۔

Chughtā'ī: Sunnat Nabawī aur Jadīd Science, Jild 2, Ṣafḥah 265.